ثقافت عزاداری، عوارضات و تحریفات

حجۃ الاسلام والمسلمین ڈاکٹر غلام رضا مہدوی

یہ ایک حقیقت ہے کہ شیعی تہذیب و ثقافت کے نقطہ نظر سے محرم، تحریک عاشورہ اور قیام امام حسینؑ کا تشیع کی شناخت سے ایک اٹوٹ تعلق ہے اور امام حسینؑ کی تحریک کو سمجھے بغیر تشیع کو نہیں سمجھا جاسکتا اور تاریخ تشیع کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہے۔ امام خمینیؒ اسلام کی شناخت کو ماہ محرم و تحریک امام حسینؑ سے مرتبط جانتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

ماہ محرم و صفر کی وجہ سے اسلام زندہ ہے۔ (صحیفہ نور، ج ۱۰)

یہاں پر ہم اہمیت عزاداری کے سلسلے میں امام خمینیؒ کے بیانات کو صحیفہ نور کی دسویں جلد سے پیش کرتے ہیں:

اسلام کو امام حسینؑ نے زندہ رکھا ہے۔ آنحضرت نے اپنا سب کچھ، اپنے جوانوں ... اپنے اصحاب کو، اللہ تعالی کی راہ میں اور اسلام کی تقویت کے لئے قربان کردیا۔ آپ نے اپنے مختصر اصحاب کے ساتھ ظالم حکومت کے خلاف قیام کیا اور شہید ہوکر سب پر غلبہ پالیا۔ ہم آپ کے پیروکار ہیں اور امام جعفر صادقؑ اور دیگر ائمہؑ کی تاکید اور حکم سے مجالس عزا برپا کرتے ہیں۔ ہمارے خطبا و ذاکرین نے تحریک کربلا کو زندہ رکھا ہے۔ شہید پر گریہ کرنا تحریک کو زندہ رکھنا ہے۔ روایت میں ہے کہ جو امام حسینؑ پر روئے یا رلائے یا رونے والے کی صورت بنائے اس پر جنت واجب ہے اور یہ بلاوجہ نہیں ہے بلکہ اس سے امامؑ کی تحریک کی حفاظت ہوتی ہے۔ ہماری قوم کو ان مجالس نے [illegible] رکھا ہے۔ دشمن نے مختلف قوموں کے حالات کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ جب تک شیعہ قوم میں یہ مجلسیں برپا ہوتی رہیں گی ظالم کے خلاف آواز اٹھتی رہے گی اور کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے۔ اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مجلسیں برپا نہ کرو، یہ لوگ نہیں جانتے کہ مجلس کیا چیز ہے، یہ لوگ مجلس کی عظمت وافادیت سے بے خبر ہیں، یہ لوگ نہیں جانتے کہ امام مظلومؑ پر گریہ وزاری کرنا اس مفہوم کو زندہ رکھنا ہے کہ مختصر سے افراد نے ایک بڑی سلطنت کے خلاف احتجاج کیا اور پوری طرح کامیاب رہے کیا۔ سب کے لئے ''کل یوم عاشورا و کل ارضٍ کربلا'' ایک حکم ہے کہ ہر روز اور ہر جگہ اس تحریک کو

زندہ رکھنا چاہئے۔حسین مظلوم نے ایک بڑی اور طاقتور حکومت کے خلاف قیام کیااور ظالم کی بیعت سے انکار کیا۔ اس انکار کو ہر جگہ اور ہر روز زندہ رکھنا ہوگا۔ ہمارے بچے اور جوان یہ نہ سمجھیں کہ ہم رونے والی قوم ہیں بلکہ یہ فکر دوسروں نے ایجاد کی ہے۔ دشمن اسی گریہ سے خائف ہے کیونکہ یہ گریہ مظلوم پر گریہ ہے، ظالم کے خلاف صدائے احتجاج ہے۔ یہ جلوس عزا ، یہ عزاداری یہ سب دینی شعائر ہیں۔

امام خمینیؒ کے ان بیانات سے عزاداری کی اہمیت بخوبی واضح ہوجاتی ہے اور اس شبہ کا بھی ازالہ ہوجاتا ہے کہ امام خمینیؒ کے نجف سے ایران آنے اور اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد محرم، عاشورہ اور عزاداری کی اہمیت میں کمی آ گئی ہے اور ان امور کی طرف توجہ نہیں دی جارہی ہے۔

عزاداری امام حسینؑ کے عوارضات

امام حسینؑ کی عزاداری کے عوارضات کے سلسلہ میں کچھ کہنے سے قبل چند اہم نکات کی طرف اشارہ ضروری ہے:

۱۔ اصل عزاداری ایک عقلی مسئلہ ہے اور ہر معاشرہ میں رائج ہے۔
۲۔ اسلام میں اولیاء اللہ نے عزاداری پر تاکید کی ہے۔
۳۔ عزاداری سے انسانی جسم یا روح کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔
۴۔ عزاداری گناہ اور غیر شرعی باتوں کے ہمراہ نہ ہو۔
۵۔ عزاداری سے اسلام کی خفت وخواری نہیں ہونی چاہئے۔
۶۔ عزاداری میں واقعات اسی طرح بیان کئے جائیں جس طرح وقوع پذیر ہوئے ہیں۔
۷۔ عزاداری کے ذریعہ امام حسینؑ کی تحریک کی تبلیغ ہونی چاہئے۔

عوارضات عزاداری امام حسینؑ کے وجوہات

۱۔واقعہ کربلا کے اصلی مآخذ اور منابع سے دوری اور غیر معتبر منابع پر بھروسہ کرنا:

زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم واقعہ کربلا کے اصلی مآخذ سے دور ہوتے گئے یہاں تک کہ ائمہؑ کے دور کی عزاداری اور بعد کے دور خاص کر گذشتہ پانچ صدیوں میں ہونے والی عزاداری میں واضح فرق محسوس ہونے لگا۔

۲۔ عوام کے جذبات اور عقیدہ کا استحصال کرنا: یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ ہمیشہ اہم امور میں تحریف کی جاتی ہے اور اسی وجہ سے عزاداری امام حسینؑ میں جس کی طرف شیعہ و غیر شیعہ دونوں توجہ دیتے ہیں، تحریف کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔

۳۔معاشرہ میں شیعوں کا اقلیت میں ہونا بھی عزاداری میں تحریف کا ایک اہم سبب ہے۔

علم سماجیات کے نقطہ نظر سے ہر وہ تحریک جو معاشرہ کی اقلیت سے وابستہ ہو، اپنی شناخت قائم رکھنے میں اور فروغ کے لئے اکثریت میں رہنے والوں سے زیادہ کوشش کرے گی اور اپنی تحریک کے بعض نظریات کو بڑھا چڑھا کر پیش کریگی ۔ مثال کے طور پر ایرانی، افغانی، پاکستانی اور ہندوستانی معاشرہ کو نظر میں رکھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ان چاروں ممالک میں عزاداری امام حسینؑ کے مختلف انداز ملتے ہیں اور ایران میں ہونے والی عزاداری، افغانستان، پاکستان اور ہندوستان میں مروجہ عزاداری سے مختلف ہے؟ اس کی دلیل یہی ہے کہ ایران میں شیعہ اکثریت میں ہے اور باقی ممالک میں اقلیت میں۔

۴۔شیعہ سنی فرقوں کا باہمی رقیبانہ رویہ بھی عزاداری میں تحریف کا سبب بنتا ہے۔

مرحوم کاشف الغطا، سید شرف الدین جبل عاملی، مرحوم آیت اللہ بروجردی، مرحوم شیخ شلتوت ، امام خمینیؒ اور آیت اللہ خامنہ ای کی تقریب بین مذاہب جیسی کوششوں کے باوجود، یہ مسئلہ اب بھی اسلامی معاشرہ کو نقصان پہنچانے والا اہم عنصر ہے۔

۵۔ بدعتوں کی روک تھام کے سلسلہ میں ذمہ دار حضرات کی بے توجہی بھی عزاداری کو نقصان پہنچاتی ہے۔

کچھ لوگ تصور کرتے ہیں کہ اگر لوگ دینی مسائل میں افراط سے کام لیں گے تو انہیں زیادہ ثواب ملے گا لیکن وہ لوگ اس امر سے غافل ہیں کہ اس طرح کے تسامح سے دین میں تحریف کے راستے ہموار ہوجائیں گے۔

۶۔ اسلام مخالف طاقتوں نے بھی عزاداری کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

جیسا کہ امام خمینیؒ کے بیانات سے واضح ہوتا ہے، دشمنان اسلام دو طریقے سے عزاداری

کو اپنی سازشوں کا نشانہ بناتے ہیں۔ پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ وہ لوگ اصل عزاداری کو نشانہ بناتے ہیں اور اپنے پروپگنڈوں کے ذریعہ اسے بے اثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عزاداری کو نقصان پہنچانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دشمن مسلمانوں میں نفوذ کر کے یہ کوشش کرتا ہے کہ عزاداری و مجالس میں ایسے عناصر کا اضافہ کر دے جس سے ہم اصل مقصد عزاداری سے دور ہو جائیں۔

۷۔ عقلانیت سے دوری اور جذبات کی پیروی بھی عزاداری و مجالس کو نقصان پہنچانے والا عنصر ہے۔

عزاداری کے بعض عوارض پر ایک نظر

ا۔ امام حسینؑ کی تحریک کے اہداف و مقاصد کو نظر انداز کرنا اور ان مسائل پر زور دینا جو تحریک عاشورہ میں زیادہ اہمیت کے حامل نہیں تھے: امامؑ نے اپنے قیام کے اہداف و مقاصد کو اس طرح بیان فرمایاہے: **انّی لم اخرج اشرا ولابطرا ولا ظالماولامفسدا ولکن خرجت لان آمر بالمعروف وانھی عن المنکر واسیر بسیرۃ جدی وابی.** امامؑ کی تحریک کا اصل مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر تھا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مجالس میں عام طور پر نہ صرف اس مقصد کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ہے بلکہ بعض اوقات نماز جیسے اہم واجبات کے سلسلے میں غلط باتیں بیان کی جاتی ہیں، محرم کی چندروزہ مجالس میں شرکت کو گناہوں کے معاف کئے جانے کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے، نماز نہیں پڑھتے اور اس کی توجیہ میں یہ کہتے ہیں کہ ہم نے مجالس عزاداری میں شرکت کر لی ہے۔

ہم سبھی جانتے ہیں امامؑ نے بنی امیہ کے ظلم کے خلاف قیام کیا تھا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مجلسوں میں اس مقصد کو بیان نہیں کیا جاتا ہے بلکہ کچھ لوگ امام خمینیؒ جیسے مصلح پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ انہوں نے محرم و عاشورہ کو سیاسی رنگ دے دیا ہے۔ کیا محرم و عاشورہ سیاسی نہیں ہے؟ مدینہ سے کربلا تک امام حسینؑ کے اقوال، سیاست اسلامی کا مظہر نہیں تھے؟ کیا یہ درست ہے کہ ہم اپنی پوزیشن کو مضبوط بنانے اور چند مریدوں کی خوشی کی خاطر دنیا ان چیزوں سے دل لگائے رہیں۔

۲۔ مجالس عزاداری کے معیار بیانات کا تنزل و انحطاط

اگر بہت دور نہ جاتے ہوئے گذشتہ دہائیوں میں منعقد ہونے والی مجالس پر نظر ڈالیں تو ہم

دیکھیں گے کہ علماء و مجتہدین مجالس کو خطاب کرتے نظر آتے ہیں؛ صاحب مجالس چہاردہ گانہ شیخ جعفر شوشتری جیسے علماہمیں نظر آئیں گے جن کی مجالس میں شریک ہوکر لوگ نہ صرف گریہ کرتے تھے بلکہ حقیقی اسلامی تعلیمات سے بھی آشنا ہوتے تھے۔ البتہ آج پر نظر ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ مجالس کا کیا عالم ہے؛ اکثراً وہ لوگ خطیب مشہور ہیں جو علم و استعداد کے لحاظ سے نہایت کمزور ہیں؛ انکی شخصیت سے کہیں علم دین نہیں جھلکتا اور حتی وہ عوام بھی جو مجالس میں شریک ہوتے ہیں ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو یا توحسب عادت مجلس میں تشریف لاتے ہیں یا محض ثواب انکا مقصد ہوتا ہے؛ ظاہر ہے اسکا یہی ہے کہ اب مجالس سے علمی بیانات مفقود ہوتے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ صورت حال کسی ایک ملک سے مخصوص نہیں ہے بلکہ آج یہ عارضہ اکثر شیعہ معاشرہ کو خواہ وہ ایران ہو یا افغانستان، پاکستان، ہندوستان اور عراق ہو،لاحق ہو چکا ہے۔

۳۔مراسم عزاداری ومجالس عزاء پر دیگر مذاہب کے اثرات

اس میں شک نہیں کہ آداب سوگواری کے بعض نمونے ، ہمارے مبانی دین سے ہماہنگ نہیں ہیں بلکہ دیگر ادیان کی اقدار کی آمیزش کا نتیجہ ہیں؛ بہ طور مثال یہاں مختلف قسم کے آلات موسیقی کا ذکر کیا جا سکتا ہے جو مراسم عزاداری میں استعمال میں آتے ہیں اسکے علاوہ بعض ایسی چیزوں کا استعمال جو صلیبی شباہت کے حامل ہیں یا نوحوں وغیرہ میں اس قسم کی آوازوں کا استعمال جو مطرب ہیں یا حتی بعض مقامات پر مجلس شام غریباں کو پارٹی کے طرز پر منعقد کیا جانا جس میں مرد وعورت کا اختلاط نظر آتا ہے جو بہرحال دنیا کا عام چلن بن چکا ہے۔ دیگر ادیان کی مراسم عزا پر تاثیر گزاریوں کا کم از کم نقصان یہ ہوا کہ محرم وعاشورہ کی معنویت پر غیر اسلامی اقدار کے سائے منڈلانے لگے و اس کی روحانیت پر منفی اثرات مرتب ہونے لگے۔

۴۔عزاداری کے وہ طریقے جودشمنوں کے ذریعے کیے جانے والے اسلام وتشیع مخالف پروپیگنڈوں کے تئیں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

آج کی دنیا میں ہر آن تغیرات دکھائی دیتے رہتے ہیں،ٹکنالوجی کے اس ترقی یافتہ دور میں نہ وقت ہمارے ہاتھ میں ہے نہ جگہ؛ کوئی بھی شخص کسی بھی وقت دنیا کے کسی گوشہ میں کہیں کے بھی حالات پر نظر رکھ سکتا ہے، ان حالات دنیا میں ہر ایک کی ہر ایک پر نظر ہے، دنیا ہمارے آداب

و رسوم پر نظر رکھے ہوئے ہے اور اس پر اظہار خیال کرتی ہے۔ ایسی صورت میں ہم اپنی بعض ایسی فعالیتوں کی منفی تاثیر گزاریوں سے جو بظاہر مذہبی ہیں درحالانکہ نہ اسکا وجوب ثابت ہے نہ استحباب، کیسے بچ سکتے ہیں۔ کیا ایسے چھوٹے بچوں کو خون آلود کرنا جنھیں خود اس عمل پر اختیار نہیں ہے معاشرہ کے دین مخالف دھڑے حتی بعض مسلمان طبقہ کے احساسات کو مہمیز کرنے کا باعث نہیں ہوگا؟ اور پھر اسے بہ نام امام حسین کیا جانا و اور انکی مقدس تحریک سے جوڑنا تبلیغ دین ہے؟ یادرہے امام حسین نے اپنی شہادت سے قبل اپنے اہل خانوادہ سے فرمایا تھا: ''میرے بعد ہرگز ایسا کوئی اقدام نہ کرنا جس سے لوگ ہمیں ذلیل و رسوا مشہور کریں''۔ ہمیں اسیری و ذلت میں فرق جاننا چاہیئے، ممکن ہے کوئی اسیر ہومگر یہ ضروری نہیں کہ رسوائی بھی اسکا مقدر ہو لہٰذا ہر وہ قدم جو دین کیلئے باعث توہین ہو خواہ وہ کسی بھی مقصد کے تحت ہو اسلامی رو سے درست نہیں ہے۔

۵۔ذاکری و نوحہ خوانی کو اسلامی تعلیمات اور حسینی حقائق کے بیان پر ترجیح دینا

اس سے انکار نہیں ہے کہ آداب و رسوم عزاداری کیلئے بالخصوص امام صادق کی اس تاکید کے پیش نظر جو آپ نے معروف شاعر کمیت اسدی سے فرمائی تھی ، شعر، نوحہ و مرثیہ خوانی کو جملہ مراسم عزا میں خصوصی مقام حاصل ہے اور روایتیں اس کی تائید بھی کرتی ہیں تاہم مجالس عزاداری میں اس کا پایا جانا بالکل درست ہے مگر اس سلسلے میں افراط سے بچنا ہوگا، چونکہ اس سے نقصانات ہو سکتے ہیں جس میں سب سے اہم بات نوحوں کا مجلسوں کی جگہ لے لینا ہے، جسکے نتیجہ میں و معارف دین جو ممبروں سے بیان ہونا چاہیئے نہیں ہوسکیں گے۔ ایسی صورت میں وہ جو مجلس سے حاصل ہونا چاہئے وہ حاصل نہیں ہوگا۔

۶۔عوام میں مقبولیت کیلئے اسرائیلیات و عدم واقعیات کا پڑھا جانا۔

مجالس کو لاحق عوارضات میں ایک یہ عارضہ جس کی طرف کم توجہ ہے حتی اس عارضہ کے تحت مجالس میں گریہ کیلئے کذب وافترا تک کا سہارا لے لیا جاتا ہے اور واقعات کربلا و ما بعد عاشورہ سے متعلق ایسے مطالب کا ذکر کیا جاتا ہے جو نہ صرف یہ کہ مستند نہیں ہیں بلکہ خرافات و اسرائیلیات ہیں جسے شاید جاہل و غافل قسم کے لوگوں نے مجالس کے بیان کا جز قرار دے دیا ہے اور دشمنان اسلام نے تحریک عاشورہ کی منزلت کو کم کرنے کیلئے اسے کتابوں میں جگہ دے دی ہے۔ حالانکہ

ارشاد شیخ مفید، لہوف سید ابن طاووس اور مقتل ابومخنف کی صورت میں معتبر مآخذ موجود ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر ذاکرین ان اصل منابع کی طرف رجوع کرنے کی زحمت نہیں کرتے اور بہت ممکن ہے اپنے کمزور بیانات کی بنا پر جوانوں کے دین بیزاری کا سبب بنتے ہوں۔

امید کرتا ہوں خطبائ، ذاکرین و واعظین اس بات پر توجہ رکھیں گے کہ عزاداری سیدالشہداءعظیم عبادت ہے اور ہمیں اس عظیم عبادت الٰہیہ کو گناہوں اور غیر واقعی مسئلوں سے آلودہ اور اس کی روحانیت میں کمی نہیں آنے دینا چاہئے۔

منابع و تعلیقات:

۱۔صحیفۂ نور، ج ۱۰، ۱، ۱۳۵۸

۲۔راقم الحروف کم وبیش ۱۷ سال کی عمر سے منبر پر جارہا ہے، مجھے محرم وصفر کے علاوہ بھی مجلسیں خطاب کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔مجھے دعای ''**اللّٰھم احینی حیات محمد واٰله وامتنی ممات محمد واله صلواتک علیھم اجمعین**'' بہت پسند ہے۔

۳۔تحف العقول عن آل الرسول ،ص ۱۷۴

۴۔مقالہ کو طولانی ہونے سے بچانے کے لئے بعض چیزوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اور محترم قارئین کو شہید مطہری کی اہم کتاب حماسہ حسینی کے مطالعہ کی دعوت دی جاتی ہے۔

۵۔نیوز ویب سائٹ، تحلیل فردا، بہ نقل از جام جم آن لائن ، ۱۳۹۱/۶/۸

۶۔ابن اسحاق نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خدا جنگ احد سے واپسی میں ،عبد الاشہل نامی شخص (جو انصار میں سے تھا) کے گھر کے قریب پہونچے تو آپ نے دیکھا کہ اس قبیلہ کی عورتیں جنگ احد کے شہداء کو رو رہی تھیں، حضور نے ان کے نالہ وشیون کو سنا اور ان کی آنکھیں بھی اشکبار ہوگئیں اور آپ نے فرمایا: کوئی ہے جو میرے چچا حمزہ کے لئے گریہ کرے'' سعد بن معاذ اور اسید بن حصیر اپنے گھروں کو گئے اور انہوں نے اپنی عورتوں سے پیغمبر کے اس کرب کو نقل کیا، چنانچہ ان کی عورتوں نے رسولؐ کے چچا حضرت حمزہ پر گریہ کیا۔قال **ابن اسحاق ومر رسول اللّٰہ بدار من دور الانصار من بنی عبد الاشھل وظفر، فسمع البکاء والنوائح علی قتلاھم فذرفت عینا رسول اللّٰہ فبکی ثم قال: لکھن حمزۃ لا بواکی له'' فلما رجع سعد بن معاذ واسید بن خصیر الی دار بنی عبد الاشھل امرا نسائھم ان یتحزمن ثم یذھبن فیبکین علی عم رسول اللّٰہؐ**، سیرہ ابن ہشام ، ج ۳،ص ۹۱

اس کے علاوہ پیغمبر خداؐ ، خلیفہ دوم کے ہمراہ کسی کے تشیع جنازہ میں تشریف لے گئے ، وہاں کسی عورت نے رونا شروع کردیا، عمر ابن خطاب نے اسے رونے سے منع کیاتوحضورؐ نے فرمایا:اسے چھوڑ دو چونکہ یہ غمزدہ ہے ، تازہ غم رسیدہ ہے یہ اپنے عزیز سے جدا ہوئی ہے۔ ان ابنی کان فی جنازہ فرای عمر امراۃ فصاح بھا، فقال النبی دلھا یاعمر فان العین دامعہ و انفس مصابہ و العھد القریب؛ (سنن ابن ماجہ؛ ج ۳، ص۲۶۰،۱۵۸۷

۷۔ رسول اکرمؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم پر گریہ فرمایا، ابوبکر یا عمر میں کسی نے سوال کیا: آپ نے خود ہی صبر کا حکم دیا ہے پھر آپ کیوں ابراہیم پر رو رہے ہیں؟، حضورؐ نے فرمایا: آنکھیں اشکبار ہیں، دل رنجیدہ ہے مگر میں ایسی بات زباں پرنہیں لاسکتا جوغضب خدا کا باعث ہے، کماتوفی ابن رسول اللہؐ ابراھیم، بکی رسول اللہؐ فقال لہ المعری اماابو بکر و اما عمر انت احق من عظم اللہ حقہ، فقال رسول اللہؐ ترمع العین ویحزن القلب ولدیقول مایسخط الرب (سنن ابن ماجہ)

۸۔ فلسفہ، عزاداری، محمد رضا کاشفی مرکز فرہنگی نہاد، ایڈیشن ۱۳۸۱،۱ص۲۱،فرہنگ جامع سخنان امام حسین ،ص ۴۵۵

۹۔ایضاً

۱۰۔لؤلؤ ومرجان ، محمد محدث نوری،ص ۱۲۰

۱۱۔مقتل الحسین ،ص ۱۵۶

۱۲۔المیز ان، ج ۵،ص ۱۰۲

۱۳۔فرہنگ جامع سخنان امام حسین،ص ۴۷۵

]ب[